ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودی اور فلسفہ تاریخ (۳)

حقیقتِ کفر کا تجزیہ

ظاہر ہے کہ چونکہ خودی صرف ایک ایسے محبوب سے محبّت کر سکتی ہے جو خدا کی صفات رکھتا ہو، لہٰذا اس انسان کے ساتھ جو خدا کی بجائے کسی اور کو اپنا محبوب بنانے پر مجبور ہوتا ہے جو ماجرا پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے غلط اور ناقص محبوب کے اندر اسے غلطی سے خدا کی بعض صفات کی جھلک صاف طور پر نظر آتی ہے اور وہ ان صفات کو شعوری طور پر اور سوچ سمجھ کر اس کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور ایسا کرنے کے بعد وہ فرض کر لیتا ہے کہ اس میں وہ تمام صفات موجود ہیں جن کا وہ متمنی ہے اور وہ جو خدا کی صفات ہیں، تاکہ اپنی غلطی کو مکمل کر کے اپنے ناقابلِ التواء اور ناقابلِ انسداد جذبۂ محبّت کو مطمئن کرے۔ گویا وہ خدا کی باقی ماندہ صفات کو جن کو وہ اس محبوب کی طرف شعوری طور پر منسوب نہیں کر سکتا، غیر شعوری طور پر منسوب کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ اسے ایک خدا بنا لیتا ہے جس کے ساتھ وہ اسی طرح سے محبّت کرتا ہے جس طرح سچے خدا کے ساتھ محبّت کی جاتی ہے۔ قرآن حکیم نے انسان کی فطرت کے اس پہلو کا ذکر فرمایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (سورۃ البقرہ: ۱۶۵)

اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر مقابل کے معبود بنا لیے ہیں، جن سے وہ ایسی ہی محبت کرتے ہیں جو (انسان کی فطرت کی رُو سے) خدا کے لیے ہونی چاہیے۔ اور وہ لوگ جو دولتِ ایمان سے بانصیب ہیں، خدا سے شدید محبّت کرتے ہیں۔

خدا کو چھوڑ کر کسی غلط اور ناقص محبوب کو اختیار کرنا ایسی غلطی نہیں ہوتی جس سے بآسانی نجات مل جائے، بلکہ انسان اس غلطی پر جما رہتا ہے۔ اس کی خودی اپنے نصب العین کے ساتھ اس طرح سے پیوست ہو جاتی ہے کہ گویا وہ اور اس کا نصب العین ایک ہی ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے

نصب العین کے خلاف آسانی سے کوئی دلیل نہ سن سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔

غلط نظریاتی جماعت کی توسیع، تنظیم اور موت

پھر غلط نصب العین کا ماننے والا اپنے غلط نصب العین کی محبت کو اپنی اولاد میں ایک قسم کے نظریاتی توالد کے ذریعہ سے براہِ راست منتقل کرتا ہے، اور پھر اس کی اولاد اپنی اولاد کو ــــ اور اس طرح سے ایک نوعِ حیوانی کی طرح جو حیاتیاتی اور جسمانی توالد کے ذریعہ سے بڑھتی اور پھیلتی ہے، ایک ہی نصب العین کو ماننے والے افراد نفسیاتی یا نظریاتی توالد کے ذریعہ سے ایک عرصہ تک بڑھتے اور پھیلتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ ایک بہت بڑی جماعت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر اس جماعت کے اندر ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ایک ریاست کی شکل میں آجاتی ہے۔ اس وقت دنیا میں جتنی ریاستیں ہیں ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی نصب العینِ حیات کو ماننے اور چاہنے والوں کی ایک جماعت ہے، جو سیاسی طور پر منظّم ہو گئی ہے۔ جب کسی ریاست کا نصب العینِ حیات غلط ہو تو اس کا وجود اس نصب العین کی پرستار ریاست کی حیثیت سے پائیدار نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک اسی نصب العین پر قائم رہے لیکن آخر کار ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے جب اسے اس نصب العین کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ جب یہ وقت آتا ہے تو وہ ریاست مٹ جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری ریاست وجود میں آجاتی ہے۔

غلط نظریاتی جماعت کی موت کے اسباب

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی ریاست کا نصب العین غلط ہو تو وہ غلط قسم کے اخلاقی، اقتصادی، قانونی، تعلیمی، علمی، فوجی، مذہبی، جمالیاتی اور اطلاعاتی حالات پیدا کرتا ہے، جو ہماری آرزوئے حسن کے مطابق نہیں ہوتے اور جن کو ہم آخر کار ناپسند کرتے ہیں۔ وہ ہمیں نصب العین کے ناقص ہونے کا پتہ دیتے ہیں اور اس طرح سے ہمیں نصب العین سے نفرت کرنے اور بالآخر اسے ترک کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ایک ریاست کے تمام اعمال و افعال اس کے نصب العین سے سرزد ہوتے ہیں۔ ایک نصب العین کی محبّت فقط ایک قلبی یا ذہنی کیفیت نہیں ہوتی بلکہ

ایک بے پناہ قوتِ عمل ہوتی ہے جو فرد اور جماعت کے تمام افعال کو معیّن کرتی ہے اور اس کی زندگی کے تمام حالات کو پیدا کرتی ہے' یا ان کو بدل کر نصب العین کے مطابق بناتی ہے۔

آرزو صیدِ مقاصد را کمند

دفترِ اعمال را شیرازہ بند

لہٰذا ایک منظّم جماعت یا ریاست کا نصب العین اس کی زندگی کے حالات کے اندر اس طرح سے منعکس ہو جاتا ہے جس طرح سے ایک آئینہ کے اندر اس کے سامنے کی دنیا۔ اس کی عملی زندگی جو اس کی سیاسی، تعلیمی، فوجی، اخلاقی، مذہبی، علمی، جمالیاتی، قانونی، اقتصادی اور اطلاعاتی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتی ہے' اس کے نصب العین کی ہو بہو تصویر ہوتی ہے' جو اتنی ہی زیبا یا زشت ہوتی ہے جتنا کہ وہ نصب العین جس سے وہ پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا جب ایک قوم کا غلط نصب العین اس کی عملی زندگی کی بدنما تصویر کی صورت میں اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اس کے نقائص سے واقف ہو جاتی ہے اور اس سے نفرت کرنے لگتی ہے۔

ایک فرد کی طرح غلط نصب العین پر قائم ہونے والی ایک نظریاتی جماعت بھی اپنے نصب العین کی طرف حسن کی چند صفات شعوری طور پر اور باقی صفات غیر شعوری طور پر منسوب کرتی ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ فرد ہی کی طرح اپنی تمام جدّوجہد کو حسن کی ان صفات کے عملی اور خارجی اظہار پر صرف کرتی ہے جن کو وہ اپنے نصب العین کی طرف شعوری طور پر منسوب کرتی ہے اور باقی تمام صفاتِ حسن کو نظر انداز کرتی ہے لیکن یہی بات کہ وہ حسن' صداقت اور نیکی کی بعض صفات کو نظر انداز کرتی ہے اس کے لیے ناممکن بنا دیتی ہے کہ وہ ان صفاتِ حسن کو اپنی عملی اور خارجی زندگی میں کامیابی کے ساتھ اُجاگر کر سکے جن کی موجودگی وہ اپنے نصب العین میں شعوری طور پر محسوس کرتی ہے اور جن کو وہ عملی طور پر نظر انداز کرنا نہیں چاہتی' چونکہ وہ حسن کے بہت سے تقاضوں کی طرف سے عملاً بے پرواہ رہتی ہے۔ وہ حسن کے اُن چند تقاضوں کو بھی جن کی وہ پرواہ کرتی ہے آزادی' عمدگی اور کامیابی کے ساتھ پورا نہیں کر سکتی۔

اس سے ظاہر ہے کہ ایک غلط نصب العین کی فطرت اس قسم کی ہوتی ہے کہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ جو قوم بھی اسے اپنائے اس کے حالات ایک خاص مدت کے بعد قوم کی ساری

کوششوں کے باوجود دن بدن بگڑتے چلے جائیں، یہاں تک کہ وہ بالکل تباہ وبرباد ہوجائے۔ غلط نصب العین کی پرستار ریاست کی بربادی کا سامان اس کے نصب العین کی فطرت کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسی ریاست کا آشیانہ شاخِ نازک پر ہوتا ہے اور وہ اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرتی ہے۔ اسی بنا پر اقبال عصرِ جدید کی لادینی تہذیب کے علمبرداروں کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

ایسی ریاست کی ناپائیداری کی وجہ یہ ہے کہ ہر غلط نصب العین یہ چاہتا ہے کہ حُسن نیکی اور صداقت کے صرف چند تقاضوں کو پورا کر کے باقی تقاضوں کو نظرانداز کر دے، حالانکہ حُسن نیکی اور صداقت کا کوئی تقاضا ان کے دوسرے تقاضوں کی مدد اور اعانت کے بغیر پورا نہیں کیا جا سکتا۔ سارا حُسن خدا کی ذات ہے اور حُسن میں نیکی اور صداقت اور خداوند تعالیٰ کی تمام صفاتِ جلال و جمال شامل ہیں۔ چونکہ حُسن ایک وحدت ہے اور اس کا اکتساب یا تتبّع ایک وحدت ہی کے طور پر کیا جا سکتا ہے، ورنہ بالکل نہیں کیا جا سکتا۔ حُسن نہ تو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے ایک حصّہ کو چھوڑ کر دوسرے حصّہ کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً سیاسی مساوات جسے جمہوریت کہتے ہیں یا اقتصادی مساوات جسے اشتراکیت کہتے ہیں دونوں خدا کی صفتِ عدل کے مظاہر ہیں۔ لہٰذا دونوں میں سے کوئی مساوات بھی ایسی نہیں جسے کوئی انسانی جماعت خدا کی محبّت کی تربیت اور ترقّی کے بغیر یا خدا کی محبّت سے بے نیاز ہو کر مکمّل اور مستقل طور پر حاصل کر سکے۔

غلط نظریاتی جماعت کے عروج و زوال کا عمل

تاہم قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ کے حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ غلط نصب العین کی پیروی کا وہ عمل جس کے نتیجہ کے طور پر بالآخر ایک قوم جس کا کاروبارِ زندگی اس غلط نصب العین پر قائم ہو چکا ہو، اپنے نصب العین کی خامیوں اور برائیوں سے آگاہ ہو کر اسے چھوڑ دیتی ہے، اتنا طویل ہوتا ہے کہ آٹھ دس صدیوں کے عرصہ میں پھیل جاتا ہے۔ شروع شروع میں اس کے چاہنے والوں کی امیدیں بلند ہوتی ہیں، ان کی محبت تازہ، شگفتہ،

پُرخلوص اور دلیر ہوتی ہے اور وہ ہر ممکن جدّوجہد کرتے ہیں کہ جو حُسن وہ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اسے جہان رنگ و بُو میں آشکار کر کے دکھائیں۔ اس سے ان کی محبّت اور بھی ترقی پاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نصب العین کی ہر قسم کی فتوحات بڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس کا دائرۂ اثر و نفوذ پھیلتا چلا جاتا ہے اور نصب العین کی قوت اور شوکت ترقی کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے عروج کے اس انتہائی نکتہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ اپنی بالقوہ صلاحیتوں کی وجہ سے پہنچ سکتا ہے۔ قدرت کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ ہر قوم کو خواہ اس کا نصب العین صحیح ہو یا غلط اپنی صلاحیتوں کی حد تک بڑھنے اور پھُولنے کے تمام مواقع بہم پہنچاتی ہے اور ہر قوم زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر سمت میں جس قدر اس کے نصب العین کی فطرت اسے ترقی کا موقع دے سکتی ہے ترقی کرتی ہے۔ غلط نصب العینوں کی عارضی ترقی کا سبب یہی ہے۔ قرآن حکیم نے اس قانونِ قدرت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ۭ
وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۲۰)

ہم سب کی مدد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی یہ آپ کے پروردگار کی مہربانی ہے اور آپ کے پروردگار کی مہربانی محدود نہیں!

لیکن رفتہ رفتہ جب ان کے غلط نصب العین کے نقائص آشکار ہونے لگتے ہیں تو ان کی محبّت میں بھی زوال آنے لگتا ہے۔ وہ اب بھی اس کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں لیکن اب اس کے لیے ان کی ستائش کا جذبہ کمزور اور ان کے عمل کا جوش سرد ہونے لگتا ہے۔ لہٰذا نصب العین کی قوت اور شوکت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور اس کے مدّاحوں اور عاشقوں کی محبت بھی اسی نسبت سے گھٹتی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنی زندگی میں نصب العین کی محبت کے خلاء کو پُر کرنے کے لیے عیش و عشرت اور تماشہ و تفریح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس نسبت سے نصب العین کے ساتھ ان کی محبت کم ہوتی جاتی ہے، اسی نسبت سے عیش و عشرت کی طرف ان کی رغبت بڑھتی جاتی ہے اور یہ رغبت ان کی محبّت کو اور کمزور کرتی جاتی ہے۔ عیش و عشرت سے قوم کی رغبت اس کے زوال کا سبب نہیں بلکہ اس کا نتیجہ ہوتی ہے۔ لہٰذا جب یہ صورتِ حال پیدا ہو جائے تو سمجھ لینا

چاہیے کہ اب قوم کا زوال اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے اور اس کی اجل قریب ہے۔ غلط نصب العین پر قائم ہونے والی نظریاتی جماعتوں کی تقدیر یہی ہوتی ہے۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

قرآن حکیم نے ایسی ہر جماعت کے لیے ارشاد فرمایا ہے:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (الاعراف: ۳۴)

اور ہر (کافر) قوم کے لیے زندگی کی ایک مدت مقرر ہے۔ جب یہ مدت ختم ہو جاتی ہے تو پھر ان کی موت ایک لمحہ کے لیے بھی آگے یا پیچھے نہیں ہوتی۔

ایسے موقع پر کسی بیرونی دشمن کا کچل دینے والا حملہ یا کسی اندرونی دشمن کی کامیاب بغاوت اس کے ختم ہونے کا ظاہری سبب بن جاتی ہے۔ اور جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو ایک نئے نصب العین کو چاہنے والی ایک نئی قوم اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اگر اس نئی قوم کا نصب العین بھی غلط ہو تو آخر کار اس کا حشر بھی وہی ہوتا ہے اور یہ وہ عمل ہے جس سے قومیں اور تہذیبیں جن میں سے ہر ایک کسی نصب العین پر مبنی ہوتی ہے انسانی تاریخ کے اسٹیج پر نمودار ہوتی ہیں، ترقی کرتی ہیں، اپنی شان و شوکت کی انتہا تک پہنچتی ہیں اور پھر رو بزوال ہو کر آخر کار مٹ جاتی ہیں اور نئی قومیں اور تہذیبیں ان کی جگہ لے لیتی ہیں جو اپنی باری پر پھر تاریخ کے اسی عمل کو دہراتی ہیں۔

قوموں کے عروج و زوال کے عمل کی آخری منزل

جب کوئی قوم اپنے غلط نصب العین کو اس کے نقائص کی وجہ سے ترک کرنے پر مجبور ہوتی ہے تو کوشش کرتی ہے کہ نیا نصب العین جو وہ اختیار کرے پہلے نصب العین کے نقائص سے پاک ہو لیکن چونکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ صحیح نصب العین کیا ہے، اس لیے اس نئے نصب العین کے اندر اور نقائص موجود ہو جاتے ہیں جو پہلے نصب العین میں نہیں تھے۔ اگرچہ ہر نصب العین حق و باطل اور حسن و غیر حسن کے امتزاج سے بنتا ہے لیکن ہر نیا نصب العین

حسن کے بعض عناصر میں پہلے نصب العین سے بلند تر ہوتا ہے تاہم پرانے نصب العین کا ترک کرنا اور نئے نصب العین کا اختیار کرنا بڑے بڑے آلام و مصائب کا سامنا کرنے کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اس طرح سے نوعِ انسانی کا تصوّرِ حسن اس موتی کی طرح جو پے بہ پے آنے والے طوفانوں میں پرورش پاکر اپنے کمال کو پہنچتا ہے بڑے تلخ تجربات اور صبر آزما حوادث کے سیلاب سے تربیت پاکر رفتہ رفتہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لہٰذا ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب نوعِ انسانی کا تصوّرِ حسن بلندی میں آسمان سے بھی گزر جائے گا اور کرسی اور عرش تک پہنچے گا اور نوعِ انسانی حالات سے مجبور ہو کر اپنا تصوّرِ حسن خود خدا ہی کو قرار دے گی۔ اور اُوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ خود انسان کی فطرت اس بات کی ضامن ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا اور نوعِ انسانی حسن نیکی اور صداقت کے اوصاف کو اپنے آپ میں آشکار کر کے خدا کے پسندیدہ نصب العینی انسان کے اس قدر قریب آجائے گی کہ خدا کا دل اس کی محبّت سے بھر جائے گا۔

خیالِ او کہ از سیلِ حوادث پرورش گیرد
زگردابِ سپہرِ نیلگوں بیروں شود روزے
یکے در معنیٔ آدم نگر از ما چہ مے پرسی
ہنوز اندر طبیعت مے خلد موزوں شود روزے
چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے
کہ یزداں را دل از تاثیرِ اُو پُرخوں شود روزے

اور جب انسان خدا کے نصب العین کو پُوری طرح سمجھ بوجھ کر اپنائے گا تو پھر وہ اس نصب العین کو ترک نہیں کر سکے گا۔ عمل تاریخ کے ان اسباب سے ہی جن کی تشریح اوپر کی گئی ہے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ وہ نظریاتی جماعت جو خدا کے ایسے صحیح اور کامل تصوّر پر جو انسان کی قدرتی عملی زندگی کے تمام ضروری شعبوں پر حاوی ہو قائم ہوتی ہے وہ عمل تاریخ کے ملیامیٹ کرنے والے اثرات سے محفوظ رہتی ہے۔ چونکہ خدا کا ایسا تصوّر تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہوتا ہے، جو قوم اسے اپناتی ہے اور اس پر قائم رہتی ہے اور اس سے محبّت کرتی ہے وہ اپنی محبّت میں کبھی مایوسیوں سے دوچار

(باقی صفحہ ۸ پر)